© rasailojaraid.com

مولانا محمد عبد الحق چوہان

تنقیدِ صحابہؓ کا ایک اور انداز

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر تنقید کرنے والوں کی تنقیص کے مختلف عنوانات ہیں۔ بعض لوگ تو سیاسی انداز میں انکی سیاسی پالیسی پر تنقید کرتے ہیں۔ یہ لوگ پہلے ایک نظام سیاست کا تصور پیش کرکے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ ہے اسلام کا نظام سیاست پھر اسی وضع کردہ نظامِ سیاست کو "معیارِ حق" متعین کرکے اس پر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سیاسی عمل کا تجزیہ کرتے ہوئے اس پر تنقید کرتے ہیں۔ مودودی نے اپنی رُسوائے زمانہ کتاب "خلافت و ملوکیت" میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سیاسی عمل کو اسی طریقہ سے ہدفِ تنقید بنایا ہے۔ اس کے علاوہ ناقدینِ صحابہ کا ایک اور طریقہ یہ ہے کہ جن صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو صحبت نبوی کی مدت کم مقدار میں میسر ہوئی ہے ان پر تنقید کرتے ہوئے اس طرح کی تکبر آمیز گفتگو کرتے ہیں کہ صحابہ کی فلاں جماعت کو اتنی کم مقدار میں صحبت نبوی حاصل ہوئی ہے کہ اخلاق و کردار کے اعتبار سے ان کی قلب ماہیت پیدا نہ ہوسکی۔ یہ طریقۂ تنقید بھی مودودی نے "خلافت و ملوکیت" میں متعدد مواضع پر استعمال کیا ہے۔ چنانچہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عُمّال پر تنقید کرتے ہوئے ایک مقام پر تحریر کرتے ہیں کہ:

> دوسرے یہ کہ اسلامی تحریک کی سربراہی کیلئے یہ لوگ موزوں بھی نہ ہوسکتے تھے۔ کیونکہ وہ ایمان تو ضرور لے آئے تھے۔ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و تربیت سے ان کو اتنا فائدہ اٹھانے کا موقع نہیں ملا تھا کہ ان کے ذہن اور سیرت و کردار کی پوری قلب ماہیت ہوجاتی (صفحہ ۱۰۹)

اسی طرح یہ طریقۂ تنقید "ڈاکٹر سید رضوان علی ندوی" نے بھی اپنے ایک طویل مضمون میں اختیار کیا ہے۔ ان کا یہ مضمون "خانوادۂ نبوی کی بحث سے متعلق آخری وضاحت" کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عنوان سے ہفت روزہ تکبیر کراچی، ۸ رمئی ۱۹۹۰ء میں شریک اشاعت ہے۔ ڈاکٹر رضوان کا یہ مضمون محترم شاہ بلیغ الدین صاحب کے ایک مضمون کے تعاقب میں ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے علمی مقام کا خود ان الفاظ سے تذکرہ کیا ہے۔

یہ ناچیز طالب علم حجاز مقدس اور مصر میں از ادتعلیم کے بعد دمشق یونیورسٹی اور پھر کیمرج میں ڈاکٹریٹ کا طالب علم بھی رہا ہے۔ ندوہ میں تو اس نے صرف ایک سال گزار کر عالمیہ کی ڈگری حاصل کی تھی۔ لیکن عرب ممالک میں اس نے اپنی تعلیم کے آٹھ سال گزارے تھے۔ پھر یہی طالب علم لیبیا و سعودی عرب کی یونیورسٹیوں میں ۱۴ سال تک اسلامی تاریخ و تمدن کا پروفیسر رہا ہے۔

باوجود اس ہمہ دانی اور تعلّی کے آپ کو یہ معلوم نہیں کہ عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے وفات کے لحاظ سے کون آخری ہے۔ ڈاکٹر صاحب حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ :

اور سب سے آخر میں وفات پانے والے سعید بن زید ہیں جن کا انتقال ۵۱ھ میں ہوا ہے۔

ڈاکٹر صاحب کی یہ تحقیق صحیح نہیں کیونکہ عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے آخر میں فوت ہونے والے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت سعد کے تعارف میں تحریر کرتے ہیں :

ابو اسحٰق احد العشرة	یعنی حضرت سعد ابن ابی وقاص جنکی
واوّل من رمی بسهم	کنیت ابو اسحٰق ہے۔ اور وہ جماعت عشرہ
فی سبیل الله ومناقبه	مبشرہ کے ایک فرد ہیں۔ اور ان کو
كثيرة مات بالعقيق	یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ انہوں نے
سنة خمس وخمسين	اسلام میں اللہ کے راستہ میں سب سے پہلے
على المشهور وهو آخر	تیر پھینکا ان کے بہت سے مناقب ہیں۔
العشرة وفاةً	مشہور قول کے مطابق ۵۵ھ کو مقام

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عقیق میں انکی وفات ہوئی اور وفات کے اعتبار سے عشرہ مبشرہ میں یہ آخری ہیں

[تقریب التہذیب ص۹۰]

ڈاکٹر رضوان اسی طریقہ تنقید کے تیشہ سے حضرت ابوالعاص بن الربیع رضی اللہ عنہ کی ذات ستودہ صفات پر مشق ستم کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

حضرت ابوالعاص ابن الربیع [حضرت زینب کے شوہر اور بحیثیت مسلمان یک سالہ داماد] کا لقب شیر بطحا نہیں تھا۔ اُنہوں نے کسی غزوہ میں حضور صلعم کے ساتھ شرکت نہیں کی۔

یہ تنقیدی جملہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس داماد محترم کے متعلق ہے جن کی مدح و ثنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے برسر منبر ان الفاظ سے بیان فرمائی:

ثم ذکر صهراً له من بنی عبد الشمس فاثنی علیه فی مصاهرته ایاه فاحسن قال حدثنی فصدقنی و وعدنی فوفانی	اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عبد شمس میں سے اپنے داماد کا تذکرہ کیا۔ اور دامادی کے حقوق کی ادائیگی میں انکی بہت اچھی تعریف بیان کی آپ نے فرمایا۔ اس نے مجھ سے جو بات کی اس کو سچا کر دکھایا اور جو وعدہ کیا اس کو پورا کیا۔
[ابو داؤد ص۲۸۳ ج۱]	

جن لوگوں نے حضرات صحابہ پر اس طریقہ سے تنقید کی ہے اُنہوں نے یہ سمجھا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کوئی خانقاہی سجادہ نشین ہیں تاکہ جو مریدان کی خدمت میں قلیل عرصہ تک حاضر رہے گا وہ درجۂ کمال تک نہیں پہنچ سکتا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ایمان کی حالت میں آپ کے رُخِ انور پر ایک نظر ڈالنے والا شخص بعد میں آنے والے لوگوں کے غوث و قطب سے افضل ہے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ اصولِ حدیث کی مشہور کتاب "تدریب الراوی" میں تابعی کی تعریف کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ وہ مومن شخص ہے جس کو صحابی کی صحبت حاصل ہوئی ہو۔ اس تعریف کی قیود کے فوائد کے متعلق فرماتے ہیں کہ صحابی کی تعریف میں ہے کہ وہ مومن شخص جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شرفِ ملاقات حاصل ہو صحبت اور ملاقات کے اعتبار کے فرق کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابیت کے لئے صرف ملاقات ہی کافی ہے کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی قدسی صفات اور انکی تاثیرات میں اتنی قوۃ اور نفوذ تاثیر کی طاقت ہے کہ صرف ملاقات ہی کے باعث انسانی صفات اور ملکات میں قلب ماہیت پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ باقی لوگ خواہ وہ صحابہ ہوں یا غیر صحابہ جبتک ان کے ساتھ شرف صحبت حاصل نہ ہو اس وقت تک ان کے تزکیہ و تربیت کے آثار نمودار نہیں ہو سکتے۔

قال الخطيب هو من صحب صحابياً ولا يكتفى فيه بمجرد اللقى بخلاف الصحابي مع النبي صلى الله عليه وسلم لشرف منزلة النبي صلى الله عليه وسلم فالاجتماع به يؤثر في النور القلبي اضعاف ما يؤثره الاجتماع الطويل بالصحابي وغيره من الاخيار

تدریب الراوی
صـ۲۳۴ ج ۲ النوع الاربعون

خطیب بغدادی نے تابعی کی تعریف میں کہا ہے کہ وہ شخص جس کو صحابی کی صحبۃ حاصل ہوئی ہو۔ اور تابعی کی تعریف میں صرف ملاقات کو کافی نہیں سمجھا گیا، بخلاف صحابی کے کیونکہ بوجہ علو مرتبۃ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیۃ کے تحقق وثبوت کے لئے صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ہی کافی ہے کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کی تاثیر ہے جو قلب میں نور پیدا ہوتا ہے۔ وہ اس نور سے ہزار ہا حصے زیادہ ہے جو کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ باقی برگزیدہ افراد کی طویل صحبۃ کے باعث پیدا ہوتا ہے، خواہ وہ صحابی ہو یا غیر صحابی۔

اسی حقیقت ثابتہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سیف السنۃ المسلول الشیخ ابو العباس تقی الدین ابن تیمیہ حرانی قدس سرہٗ المتوفی ۷۲۸ھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

لا تسبوا اصحاب محمد فلمقام احدهم ساعة يعني مع النبي صلى الله عليه وسلم

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے متعلق زبان درازی نہ کرو کیونکہ ان میں سے کسی ایک کا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خیر من عمل احدکم اربعین سنة وفی روایة وکیع خیر من عبادة احدکم عمرہ [منہاج السنة ص۱۵۴ ج ۱]	لحظہ کے لئے بیٹھنا تمہارے چالیس سال کی عبادت کرنے سے بہتر ہے اور وکیع کی روایت میں ہے کہ تمہاری زندگی بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔

ائمہ کی ان تصریحات کے بعد یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی ہے کہ صحابہ کرام کا مرتبہ بہت ہی بلند ہے ان کی رفعتِ شان اور فضیلت میں بعد میں آنے والے بزرگانِ ملت شریک و سہیم نہیں ہوسکتے۔ اور اس مقدس جماعت کے کسی فرد کے لئے یہ بات موجبِ طعن و تنقید نہیں ہوسکتی کہ ان کو صحبتِ نبوی کا زمانہ کم مقدار میں میسر آسکا ہے۔ اس مقدار کی کمیت کے فرق سے ان کے آپس میں مراتب تو مختلف ہوسکتے ہیں لیکن ہمارے لئے سب کے سب واجب الاحترام ہیں۔ خود قرآن مجید میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ان درجات کا تذکرہ موجود ہے:

لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعد اللہ الحسنی [سورة الحدید]	برابر نہیں تم میں جس نے کہ خرچ کیا فتح مکہ سے پہلے اور لڑائی کی ان لوگوں کا درجہ بڑا ہے ان سے جو کہ خرچ کریں اس کے بعد اور لڑائی کریں اور سب سے وعدہ کیا ہے اللہ نے خوبی کا۔

قرآن مجید کی تصریح کے بعد کہ جو لوگ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے ان کے لئے بھی "وعدۂ حسنیٰ" ہے۔ صحبت نبوی کے زمانہ کی مقدار کے کم ہونے کی وجہ سے کسی صحابی پر طعن و تنقید نہیں کی جاسکتی۔ پھر ڈاکٹر رضوان سے یہ سوال بھی کیا جاسکتا ہے کہ اگر آپ ندوہ میں صرف ایک سال گزار کر عالمیہ کی ڈگری حاصل کرسکتے ہیں اور صرف اسی یکسالہ نسبت کی وجہ سے آپ کے نام کے ساتھ لفظ " ندوی" کا لاحقہ جزء لاینفک کی صورت اختیار کرسکتا ہے تو پھر صحبتِ نبوی کی تاثیر اتنی ضعیف اور غیر مؤثر ہے کہ حضرت ابوالعاص بن الربیع رضی اللہ عنہ کے لئے یکسالہ صحبتِ نبوی آپ کے معیار ذہن میں اسکی کوئی حیثیت ہی نہیں۔ اسی طویل مضمون میں ڈاکٹر رضوان نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف بھی زورِ قلم صرف کیا ہے۔ ایک مقام پر شاہ بلیغ الدین کے اس جملہ پر:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"ان کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے سب سے زیادہ مشابہ تھی"۔

ڈاکٹر صاحب تعاقب کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

خلفاء راشدین اور ان صحابہ کی تنقیص ہے جن کو عشرہ مبشرہ بالجنۃ کہا جاتا ہے۔ کیا یہ عقل میں آنے والی بات ہے کہ جو جلیل القدر صحابہ حضرۃ معاویہ کے اسلام سے قبل اکیس سال تک حضور صلعم کے ساتھ نماز پڑھتے رہے اور بعد میں بھی دو سال مزید ان کی نماز آنحضرت کی نماز سے مشابہ نہ تھی یعنی ابوبکر، عمر، عثمان، علی۔ طلحہ وغیرہ پیچھے رہ گئے اور صرف دو سال کی صحبت میں امیر معاویہ ان صحابہ کرام سے جن کو السابقون الاولون (اسلام میں سبقت کرنے والے) کہا گیا ہے آگے بڑھ گئے۔

اس فقرہ کے تحت بلیغ الدین صاحب کی ناصبیت کھل کر سامنے آگئی ہے۔

اس سے پہلے کہ ہم اس فقرہ کے قائل کی نشاندہی کریں۔ ڈاکٹر رضوان کی اس کوتاہی کو بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ عموماً ڈاکٹر رضوان "حضور صلعم" کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی ان کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ علم حدیث کے ماہر ہیں، حالانکہ اصولِ حدیث کا یہ اصول ہے:

ویکرہ الاقتصار علی الصلاۃ وحدھا او التسلیم وحدہ کما یکرہ الرمز الیھما فی الکتابۃ بحرف "ص" ونحوہ مثل "صلعم" وعلیہ ان یکتبھما کاملتین

[تیسیر مصطلح الحدیث از ڈاکٹر محمود الطحان ص۱۲۶]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ گرامی کے ساتھ صرف لفظ صلاۃ یا لفظ تسلیم کے ساتھ اکتفاء کرنا مکروہ ہے جس طرح کہ صلاۃ وسلام کی طرف لفظ "ص" یا "صلعم" کے ساتھ اشارہ کرنا مکروہ ہے اور لکھنے والے پر لازم ہے کہ ان دو الفاظ کو کامل طور پر تحریر کرے

اور ڈاکٹر صاحب اصولِ حدیث کے متعلق اپنی واقفیت، مہارۃ اور وسعتِ مطالعہ سے متعلق ایک مقام پر تعلی اور فخریہ انداز میں تحریر کرتے ہیں:

یہاں اُنہوں نے "صحیح" و "حسن" حدیثوں کی تعریف میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے مقدمہ مشکوٰۃ کے اردو ترجمہ سے جو کچھ میرے جواب میں نقل فرمایا ہے، وہ بھی عجیب شئے ہے میں نے تو ساتویں صدی کے مشہور محدث عمرو بن عبدالرحمٰن المعروف با بن الصلاح

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے ایسی احادیث کی تعریف بخشی اور وہ تین سو سال بعد کے ایک ہندوستانی محدث کا قول نقل کر رہے ہیں جن کا ماخذ یہی مقدمہ ابن الصلاح تھا۔

اس ہمہ دانی اور تعلی کے باوجود ڈاکٹر نے مقدمہ ابن صلاح کے مؤلف کا اسم گرامی بھی صحیح نقل نہیں کیا کیونکہ ان کا نام عمر نہیں بلکہ عثمان بن عبدالرحمٰن ہے اور عمر ان کے فرزند کا نام ہے کیونکہ ان کی کنیت ابوعمرو ہے۔ اسی مقدمہ ابن الصلاح میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم کامل طریقے سے تحریر کیا جائے اور نقص کے اس طریقہ سے احتراز کیا جائے کہ ان الفاظ کی طرف کوئی اشارہ کیا جائے یا صرف صلی اللہ علیہ بغیر "وسلم" کے تحریر کیا جائے۔

احدهما ان يكتبها منقوصة صورة "رامزا" اليها بحرفين او نحو ذالك۔ والثانی ان يكتبها منقوصة معنی بان او يكتب "وسلم"۔ (مقدمہ ابن الصلاح ص ۹۲ النوع الخامس والعشرون)

نقص کا ایک طریقہ یہ ہے کہ ان الفاظ میں صورۃ کے لحاظ سے نقص پیدا کیا جائے جیسا کہ دو الفاظ سے یا اس کے مثل کسی لفظ سے اسکی طرف اشارہ کیا جائے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ معنوی طور پر اس میں نقص ہو، وہ یہ کہ بغیر "وسلم" کے یہ جملہ تحریر کیا جائے۔

ڈاکٹر کے اس تبلی زیغ بیان کرنے کے بعد اب اسی جملہ کے اصل قائل کی طرف اشارہ کرتے ہیں حضرۃ معاویہ رضی اللہ عنہ کی نماز کی مشابہت والا قول بلیغ الدین کا نہیں جس کی وجہ سے ان کو ناصبی ہونے کا لقب عطا کیا گیا ہے۔ بلکہ یہ قول حضرۃ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کا ہے جس کو حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے منہاج السنۃ میں نقل کیا ہے۔ اگر یہ قول صحیح نہ ہوتا تو حافظ ابن تیمیہ جیسا نقاد شخص اس کو نقل نہ کرتا۔

عن ابی الدرداء قال ما رأيت احدا اشبه صلاة بصلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم من امامكم هذا يعنی معاوية : (منہاج السنۃ ص ۱۸۵ ج ۳)

حضرۃ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایۃ ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ جس کی نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے زیادہ مشابہ ہو تمہارے اس امام کے بغیر یعنی حضرۃ معاویہ رضی اللہ عنہ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ڈاکٹر صاحب ایک مقام پر تحریر کرتے ہیں:

پھر شاہ صاحب نے ازالۃ الخفاء کی دوسری جلد میں خلفاء راشدین کے مناقب و مآثر (کارگزاریاں) کے بارے میں تصنیف فرمائی ہے اور اس میں آخر میں صفحہ ۴۸۷ سے صفحہ ۵۵۷ تک حضرت علی کے مناقب و مآثر بیان کئے ہیں۔ اب وہ بقول امام احمد بن حنبل اپنے گھریلو گدھے سے بھی زیادہ احمق ہی کوئی شخص ہوگا جو اس کے باوجود حضرت علی کو چوتھا خلیفہ نہ سمجھے گا۔ اور خلافت خاصہ کو حضرت عثمان پر ختم کر دے گا — جو بلیغ الدین صاحب نے کیا ہے۔

یہ بالکل درست کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ واقعی چوتھے خلیفہ راشد ہیں اور ان کی خلافت کا کون انکار کرتا ہے۔ البتہ گدھے والی بات جو کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے اس پر محدثین نے جو تبصرہ کیا ہے وہ بھی تحریر کرنا چاہیئے۔ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا پس منظر ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

وقالت طائفة لم يكن في ذلك الزمان امام عام بل كان زمان فتنة۔ وهذا قول طائفة من اهل الحديث البصريين وغيرهم ولهذا لما اظهر الامام احمد التربيع بعلي في الخلافة وقال من لم يربع بعلي في الخلافة فهو اضل من حمار اهله انكر ذلك طائفة من هؤلاء وقالوا قد انكر خلافته من لا يقال هو اضل من حمار اهله

ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ اس زمانہ میں کوئی بھی امام عام نہیں تھا۔ بلکہ وہ فتنہ کا زمانہ تھا۔ یہ بصری محدثین کا قول ہے۔ اسی بنا پر جب امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کو ظاہر کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ چوتھے خلیفہ ہیں۔ اور جو شخص ان کو چوتھا خلیفہ تسلیم نہیں کرتا وہ اپنے گھریلو گدھے سے بھی زیادہ گمراہ ہے، تو ان محدثین نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس قول پر انکار کیا اور کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ایسے لوگوں نے انکار کیا ہے جن کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ لوگ اپنے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یریدون من تخلف عنها من الصحابة -

[منهاج السنة ج۳ ص۱۴۲]

گھریلو گدھے سے زیادہ گمراہ ہیں۔ ان لوگوں سے ان محدثین کی مراد وہ صحابہ کرام تھے۔ جنہوں نے حضرۃ علی رضی اللہ عنہ کی بیعۃ سے تخلف اختیار کیا۔

اور وہ صحابہ کرام جنہوں نے حضرۃ علی رضی اللہ عنہ کی بیعۃ سے تخلف اختیار کیا۔ وہ یہ حضرات ہیں :-

وتخلف عن بیعته جمع من اکابر الصحابة فی المدینة سعد بن ابی وقاص[1]۔ وسعید بن[2] زید وعبد الله بن[3] عمر واسامة[4] بن زید۔ والمغیرة[5] بن شعبة وعبد الله[6] بن سلام وقدامة[7] بن مظعون وابی سعید[8] الخدری۔ وکعب[9] بن عجرة وکعب[10] بن مالک والنعمان[11] بن بشیر وحسان[12] بن ثابت ومسلمة[13] بن مخلد۔ وفضالة بن عبید وغیرهم من اکابر الصحابة فی الامصار

[اتمام الوفاء ص۲۰۸]

اور حضرۃ علی رضی اللہ عنہ کی بیعۃ سے اکابر صحابہ کی ایک جماعت نے تخلف اختیار کیا تھا۔ جیسے حضرۃ سعد بن ابی وقاص اور حضرۃ سعید بن زید۔ اور حضرۃ عبد اللہ بن عمر اور حضرۃ اسامہ بن زید اور حضرۃ مغیرہ بن شعبہ اور حضرۃ عبد اللہ بن سلام اور حضرۃ قدامہ بن مظعون اور حضرۃ ابو سعید خدری اور حضرۃ کعب بن عجرہ اور حضرۃ کعب بن مالک اور حضرۃ نعمان بن بشیر اور حضرۃ حسان بن ثابت اور حضرۃ مسلمہ بن مخلد اور حضرۃ فضالہ بن عبید رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ اور ان کے علاوہ اور اکابر صحابہ نے بھی شہروں میں آپ کی بیعۃ سے تخلف اختیار کیا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه وصفوته من بریته محمد وعلی آله واصحابه وازواجه المطهرات اجمعین۔ آمین ثم آمین

© rasailojaraid.com